کتاب نما

مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی، سلطان احمد اصلاحی۔ ناشر: ادارہ علم و ادب، ۴/ ۱۱۳۰، سی حالی نگر، سرسید نگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲۔ صفحات: ۶۴۔ قیمت: ۱۵ روپے۔

مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی (وفات: ۵ دسمبر ۱۹۹۰) کی ذات اس اعتبار سے تو محتاج تعارف نہیں کہ ۱۹۴۸ سے ۱۹۷۲ تک وہ جماعت اسلامی بھارت کے امیر رہے اور اس حیثیت سے انھوں نے اسلامی تحریک اور بھارتی مسلمانوں کے لیے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ تقسیم ہند کے بعد امیر جماعت ہند کی ذمہ داری سنبھالنا، بقول مولانا علی میاں: ”کانٹوں بھرا تاج سر پر رکھنا یا ہتھیلی میں انگارہ رکھنے کے مرادف تھا، لیکن انھوں نے اس نازک منصب کو صبرواستقامت اور حکمت و فراست سے نبھایا“ (کاروان زندگی، ششم، ص ۳۹۴)۔ ان کی شخصی خوبیوں اور کردار کی بلندی سے تحریک اسلامی (خصوصاً بھارت سے باہر) کے حلقے عام طور پر ناواقف ہیں۔ زیرنظر مقالے میں بقول مصنف: ان کی ”شخصیت کے چند نمایاں پہلو“ پیش کیے گئے ہیں۔

مولانا مدرستہ الاصلاح سرائے میر اور ندوۃ العلما لکھنؤ سے تعلیم حاصل کر چکے تو علمی و تدریسی دنیا میں ان کے سامنے دنیوی ترقی اور پرکشش مناصب کے وسیع امکانات موجود تھے۔ مگر اپنی درویشانہ افتاد طبع کے سبب انھوں نے اس طرف اعتنا نہیں کیا۔ ان کے بارے میں مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کی رائے یہ تھی کہ مولانا ابواللیث ان لوگوں میں سے ہیں جن کی قرآنی حقائق و معارف پر گہری نظر ہے۔ علامہ تقی الدین ہلالی مراکشی کا تاثر یہ تھا کہ وہ، علی میاں سے زیادہ ذہین ہیں۔ جب مولانا سید سلیمان ندوی، پاکستان منتقل ہو گئے تو دارالمصنفین میں ان کی جانشینی کے لیے جن شخصیتوں کے نام زیرغور آئے، ایک روایت کے مطابق، مولانا ابواللیث کا نام ان میں سرفہرست تھا (ص ۱۰)۔

مولانا فقر و درویشی اور استغنا و قناعت کا پیکر تھے۔ بہ قول مقالہ نگار وہ: ”راس الفقرا اور راس المساکین“ تھے۔ ۱۹۷۲ میں امارت جماعت سے سبک دوشی کے بعد وہ اپنے آبائی وطن میں گوشہ نشین ہوئے تو ابھی ان کے اکلوتے صاحبزادے، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں زیرتعلیم تھے۔ بیشتر صاحبزادیوں کی شادی اور رخصتی بھی باقی تھی۔ صاحبزادے کو تعلیم ادھوری چھوڑ کر تلاش روزگار میں لگ جانا پڑا۔ مولانا نے ربع